

دنیا بھر میں پھیلائے گئے تبلیغی جماعت
کے گمراہ کن نظریات کا خلاصہ

اکابر تبلیغی جماعت مولانا سعید احمد مدنی کے خط کا متن۔

مولانا عبد القدوس صاحب کا جواب۔

اکابر تبلیغی جماعت کے خط پر مفتی تقی عثمانی صاحب کا تبصرہ۔

ناشر: عالمی تحریک تحفظِ ایمان

مزید معلومات اس ویب سائٹ سے حاصل کیجئے۔

sangeenfitna.blogspot.com

﴿تبلیغی جماعت کے نظریات کا خلاصہ اکابر تبلیغی جماعت مولانا سعید احمد خان صاحب کے خط کی صورت میں﴾
حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ کے افکار

ان کے اپنے ایک خط میں ہمیں جو خط موصول ہوا اس کا متن حسب ذیل ہے۔
خط کے بعد ایک علمی جواب خط بھی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مکرم و محترم جناب بھائی اسماعیل بھاجی صاحب

السلام علیکم و رحمته الله و برکاته

آپ کا خط ملا جبکہ میں بنگلہ دیش سفر میں جا رہا تھا اسلئے جواب میں تاخیر ہوئی اب کچھ وقت نکال کر جواب لکھ رہا ہوں آپ نے یہ لکھا کہ یہاں کچھ علماء نے جہاد کی تحریک اٹھائی ہے یہ تحریک دو سو سال سے مختلف زمانوں میں اٹھتی رہی اور کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو جاتی تھی قرآن کو سمجھنے میں بہت غلطی ہوتی رہی اور جہاد کا لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوا۔ دعوت کے معنی میں بھی اور قتال کے معنی میں بھی جو آیات جہاد کے لفظ سے مکہ مکرمہ میں اتریں وہ سب دعوت کے معنی میں ہیں۔

جیسے وجاهد ہم بہ جہاد اکبیراً دوسری آیات والذین جاهدو فینا الخ... اور جو آیات مدینہ منورہ میں اتریں معنی میں وہ دونوں معنی میں آئی ہیں۔

دعوت میں اور قتال میں جیسے یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم اس میں تو منافقین کے ساتھ قتال نہیں کیا آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ سختی نہیں کی بلکہ نرمی سے کام لیا ایسے ہی نوح علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک جن انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ نے نام لیکر ذکر فرمایا ان میں سے کسی نے بھی قتال نہیں کیا اور جنہوں نے قتال کیا ان کے نام ذکر نہیں یا نبی بننے سے پہلے قتال کیا حضور پاک ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قتال نہیں کیا تیرہ سال تک صرف دعوت دی۔ یہ چیزیں غور کرنے کی ہیں انبیاء علیہم السلام کو دعوت کی نسبت سے بھیجتے تھے تاکہ وہ انکو جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لائیں اور ظلمت سے نور کی طرف لائے۔

کسی نبی کو اس لئے نہیں بھیجا کہ جنت کی طرف سے جہنم کی طرف لائے۔ کافر جب قتل ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

یہ نبی کا مقصد نہیں بلکہ نبی کا مقصد تو اسکو جہنم سے بچانا تھا۔ جیسے ایک حدیث میں بھی اسکا اشارہ ہے قتال جب واجب ہوا کہ جب کافروں نے اسلام کے پھیلنے میں رکاوٹ ڈال دی۔ جزیہ اس لئے واجب ہوا کہ اگر تم اسلام نہیں لاتے تو جزیہ دیکر ہماری ماتحتی میں رہو۔ لیکن جب جزیہ دینے پر تیار نہ ہوئے۔ نہ اسلام لانے پر تیار ہوئے، تب قتال واجب ہوتا ہے جیسے ڈاکٹر فاسد عضو کو جب کاٹتا ہے جب اسکے اچھا ہونے کی امید نہ ہو۔ اسکے دوسرے اعضاء کو حفاظت کی امید ہوتی اس لئے ہے کہ علماء نے قتال کو حسن لغیرہ کہا ہے حسن لذاتہ نہیں۔ حسن لذاتہ دعوت ہی ہے۔ اسلام جو پھیلتا ہے دعوت سے پھیلتا ہے دوسرے جب تک جہاد مجاہدین مین صفات نہ آئے تو اس وقت تک وہ محفوظ من اللہ نہیں ہوں گے۔ اس لئے جہاں بھی جہاد کی آوازیں لگی ہیں وہاں شکست کھائی۔ کامیاب نہیں ہوئے۔ قتال الی یوم القیامہ ہے مگر وقت اور ضرورت کے اعتبار سے جب اس کو ضرورت پیش آجاتی ہے۔

یمن بغیر قتال کے صرف دعوت سے اسلام میں آیا۔ طائف قتال کے وقت اسلام میں نہیں آیا بلکہ مسلمان فتح کرنے سے عاجز آگئے تھے۔ اور ان کو بغیر فتح کے مدینہ واپس جانا پڑا دعوت چلتی رہی یہاں تک کہ اہل طائف بھی اسلام میں داخل ہوئے۔ اس مسئلہ کو البدایہ والنہایہ والوں نے، ابن القیم نے زادالمیعاد میں کچھ بیان کیا ہے۔ دیوبند کے مفتی محمود الحسن صاحب نے فتاویٰ محمودیہ میں اسکو بڑے بسط کے ساتھ لکھا ہے اور تبلیغ والوں پر لوگوں کے جو اعتراضات تھے انکو نقل کر کے جوابات دئے ہیں ان میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ دعوت والے جہاد والی آیات کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں اور انکا بالیقین جواب دیا اوامام بخاری نے جہاد کے لفظ کو بہت ہی عموم دیا کہ ماں پاپ کی خدمت بھی جہاد ہے اور مسجد کی طرف چلنا بھی جہاد ہے صرف یہ اپنے دوستوں کے اطمینان کیلئے لکھا گیا اور علماء کرام سے کچھ تعرض نہ کریں اور انکا اکرام کرتے رہیں اور دعاء مانگتے رہیں ان شاء اللہ کچھ عرصہ میں انکی سمجھ میں آجائے گا اور انشراح ہو جائے گا۔

فقط والسلام

بندہ: سعید احمد المدنی..... 9 ستمبر 1993 کا کریل مسجد ڈھاکہ بنگلہ دیش

دنیا بھر میں پھیلائے گئے تبلیغی جماعت کے نظریات، مولانا سعید احمد خان صاحب کے خط کا جواب۔
مولانا عبدالقدوس انڈیا

بسم الله الرحمن الرحيم
مکرم و محترم مولانا سعید احمد خان صاحب مدظلہ۔

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ!

اتفاقاً مجھے آپ کے خط پڑھنے کی نوبت آگئی۔ جس سے بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے جناب بھائی اسماعیل بھامی کو لکھا کہ جہاد کے متعلق چونکہ میں بھی مسلکاً دیوبندی ہوں اور اکابر کا معتقد ہوں لہذا امید ہے کہ آپ تھوڑی دیر غور فکر فرمائیں گے۔ آپ نے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ تحریکیں جہاد کی اٹھتی رہی اور ختم ہو جاتی لیکن شاید قابل غور بات یہ ہے کہ ولی اللہ خاندان سے لیکر شیخ الہند تک جو بھی جہاد کی تحریکیں اٹھی انہی کی محنت اور قربانی سے ہم یہاں پہنچے ورنہ انگریز کے تو ہم غلام ہوتے۔ خیر یہ تو چھوٹی بات تھی جہاد کا لفظ بیشک مختلف معنی میں استعمال ہوا جس طرح کہ صلوٰۃ کا لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوا۔ لیکن اس کا مفہوم لینا کہ اس معنی سے فرضیت جہاد ادا ہو جائی گی سراسر غلط ہے جس طرح کہ صلوٰۃ کے لفظ کی عمومیت سے درود شریف کا معنی لینا اور اسکو نماز کی فرضیت کیلئے کا معنی سمجھنا غلط ہے۔ یہ بات کہ جو بھی آیات مکہ میں اتریں وہ سب دعوت کے معنی میں ہیں۔ اس میں نظر ہے کہ

و جاهدوا فی اللہ حق جہادہ کی تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا ہے ہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرنا اور جہاد (بالسیف) کرنا۔ آپ نے یہ آیت یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم تحریر فرما کر تشریح میں لکھا ہے کہ منافقین کے ساتھ قتال نہیں کیا ہم نے کب آپ سے کہا ہے کہ منافقین کے ساتھ قتال کرو بلکہ ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ کفار سے لڑیں جس پر یا ایہا النبی جاهد الکفار دلالت کرتی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ نے کفار کے ساتھ جہاد کے تذکرہ کو محذوف کر دیا اور منافقین کی بحث چھیڑ دی۔ پھر آپ قرآن کی آیت واغلظ علیہم (ان پر سختی کیجئے)

تحریر فرما کر تشریح کرتے ہیں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ قرآن کی مخالفت کرتے۔

جاهد المنافقین سے دعوت مراد لینا سراسر غلط ہے چونکہ جاهد المنافقین کی تفسیر میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں بیان القرآن میں کہ باللسان جہاد کیجئے اور آگے فرماتے ہیں ایسی ہی سختی کے وہ لائق ہیں اسی طرح جلالین میں ہے والمنافقین باللسان لیکن افسوس! کہ اگرچہ منافقین کے ساتھ جہاد باللسان کرتے ہم نے تو کافروں سے بھی جہاد باللسان چھوڑا ہوا ہے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان پر نرمی کریں لیکن یاد رکھنا کہ صحابہ کی صفت اشداء علی الکفار رحماء بینہم تھی۔

آپ کا یہ کہنا کہ نوحؑ سے عیسیٰؑ تک کسی نبی کے بارے میں اللہ نے نام لیکر ذکر نہیں فرمایا کہ قتال کیا ہے یہ کوئی مستدل نہیں اسلئے کہ اللہ نے قرآن میں فرمادیا وکای من نبی قاتل معہ ربیون کثیراً کتنے ہی انبیاء جنکے ساتھ اللہ والوں نے مل کر قتال کرنا میدان جنگ میں کافی اور صحیح دلیل ہے (فقاتل فی سبیل اللہ) الا یہ کہ آپ اور انبیاء کے اقتداء کے قائل ہو۔ اور آپ ﷺ نے تیرہ سال تک دعوت دی پھر اسکے بعد تو دس سال تک جہاد کیا اور کروایا اور مکہ میں جو عفو کا حکم تھا وہ منسوخ ہو گیا جس طرح کہ تکملہ فتح الملہم جلد 3 ص 138 اور کنز الدقائق کے حاشیہ پر اور بھی کئی کتابوں میں مذکور ہیں جس کی وقت اجازت نہیں دیتا بہر حال بلا اختلاف کہ یہ منسوخ ہیں۔ تو کیا آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہیں گے کہ سابق انبیاء نے بھی پڑھی اور مکہ میں نبی کریم ﷺ نے بھی پڑھی یہ تو بے اصل و بے بنیاد بات ہے۔ بیشک انبیاء کا مقصد ہدایت دینی ہوتی ہے لیکن صرف یہ ہی مقصد تو نہیں ہوتا بلکہ مقاصد میں سے من جملہ ایک مقصد یہ ہے اور اسکے علاوہ مقاصد میں سے مسلمانوں کی حفاظت دلوانا خلافت کا قیام ظالموں کا مٹانا علم سکھانا و انما بعثت معلماً (ابن ماجہ) عدل قائم کرنا بھی ہے۔ قرآن میں قاتلو اہم یعذبہم اللہ بایدیکم کہ اللہ ہم کو ذریعہ بنارہا ہے جو کہ شرافت ہے اور یہ جملہ جب کا فر قتل ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔ کہ اللہ ہم کو ذریعہ بنارہا ہے جو کہ شرافت ہے اور یہ جملہ جب کا فر قتل ہوگا تو جہنم میں جائے گا یہ بہت سخت اور بہت خطرہ والا جملہ ہے یہ فعل تو آپ ﷺ نے بھی کیا جس طرح حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ابی بن خلف کو مارا تھا جس سے وہ قتل ہوا اور اسی طرح بدر میں صنادید قریش کو

مروایا تھا تو کیا تعوذ باللہ انکو دوزخ میں بھیجا اور اسی کی تو صراحت ہے مفسرین نے اسکو فو اند قتال میں سے گنویا ہے تو کیا یہ من جملہ نبی ﷺ کے مامورات میں سے نہیں ہے اور شریعت کے سامنے عقل کو استعمال کر کے اپنے موقف کو ثابت کرنا نہایت غلط اور بسا اوقات مفضی الی الکفر ہے۔

آپ کا کہنا کہ قتال تب واجب ہو جب کافروں نے دعوت میں رکاوٹ ڈالی۔ حضرت آپ تو یہاں پر اقدامی جہاد کی بات کر رہے ہیں جبکہ اس زمانے میں ہم دفاعی حالت میں ہیں تو کیا مسلمانوں کی حفاظت کیلئے جہاد فرض نہیں کیا قصاصاً جہاد فرض نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر قرآن سے لیکر واقعات صحابہ اور کتب سابقہ میں غلط لکھے ہوئے ہیں ملاحظہ ہو کہ اگر دشمن حملہ کر دے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ دشمن کو ہٹائے۔ احکام القرآن: ص

440 جلد 3

ابوبکر بن جصاص نے اس پر اتفاق کیا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا و قاتلو المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة و قاتلوا في سبيل الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا اسی مسئلہ کو قرطبی نے جلد 8 ص 151 میں ذکر کیا۔ معارف القرآن میں جلد 1 صفحہ 403 میں مفتی شفیع صاحب نے ذکر کیا بار بار۔ نووی نے شرح مسلم میں ص 130 میں اور صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے اگر ایک قیدی بھی ہو مسلمانوں کا تا اسکا چھڑانا اہل شرق اور غرب پر فرض ہے اور یہ افاتی مسئلہ لکھا ہے (جلد 5 ص 440)

اور کیا بدر کی لڑائی جہاد نہیں تھی جبکہ دعوت تو ویسے بھی پہنچ چکی تھی تو لڑنے کی کیا ضرورت تھی اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کے قصاص کے لئے بیعت علی الجہاد غلط تھا (نعوذ باللہ) یہ تو قرآن سے ثابت ہے اور بخاری ص 427 پر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سعدؓ سے انک حکمت بحکم اللہ جبکہ انہوں نے قتل کا فیصلہ کیا۔ اور اس قرآن کی آیت کا مطلب کیا ہے ما کان لنبی ان یکون له اسرى حتى یشخن فی الارض اور پھر و لکن اللہ قتلہم تو کیا اللہ ان کو جہنم میں پہنچا رہا ہے؟

حسن لغیرہ... ثابت کرنے سے فرضیت میں کمی نہیں آتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے کہ حسن لغیرہ ہے کذا فی نفسہ حاشیہ نور الانوار اور کیا آپ قربانی کرنا چھوڑ دیں گے کہ یہ بھی تو حسن لغیرہ ہے اور اسی طرح نکاح بھی۔ اگر دعوت مقصود ہے اور قتال کے بغیر بھی حاصل ہے تو پھر وضو کرنے کی بھی ضرورت

نہیں ہے بلکہ سیدھے مقصود تک پہنچ جائے یعنی نماز پڑھ لے اور نماز کا مقصد ذکر ہے تو ایسے ہی ذکر کر لے۔ نہیں! نبی کریم ﷺ نے دعوت کے لئے جہاد اختیار کیا اور ہم بھی کریں گے۔ اور ظلم کو روکنے کے لئے بھی جہاد اختیار کیا اور قصاصاً بھی اختیار کیا تو لہذا ہم بھی کریں گے اور قادیانی کے علاوہ کسی نے بھی اسکا انکار نہیں کیا حتیٰ کہ مودودی اور سر سید خان جیسے بھی دفاعی جہاد کے قائل ہیں۔

آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ جب تک مجاہدین میں صفات نہ آئے سر اسر غلط ہے۔ اسلئے کہ وہی بات تو نماز و دیگر عبادات کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ جب تک نماز صحیح نہ ہو تب تک برائی سے نہیں روکتی تو کیا ان صفات کے پیدا ہونے تک نماز معاف ہے۔ ہرگز نہیں اور پھر ترمذی ص 128 کی حدیث جس میں مجاہدین کے چار درجات ہیں تو پھر اس تربیت کا کیا مطلب اگر سب کا صفات میں کامل ہونا شرط ہے۔ اور نیز حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں التائبون العابدون الخ... کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ شرائط درجے میں نہیں بلکہ صرف فضیلت کیلئے ہے رہی محفوظ من اللہ کی بات تو محفوظ نہ تو آپ ہیں اور نہ میں ہوں

تو صحابہؓ تھے۔ اگر مجاہدین محفوظ من اللہ نہیں ہیں تو تبلیغی جماعت بھی تو نہیں ہے کہ اس میں تو بہت زیادہ خرافات ہیں۔ اگر اچھی طرح حساب لیا گیا تو قیامت کے دن تو نہ میں بچ سکوں گا نہ آپ۔ (بخاری)

آپ نے جہاد کے بغیر فتوحات کی دو مثال پیش کیں: مثال نمبر 1

یمن کی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یمن اسلام کے غلبے کے وقت اسلام میں داخل ہوا نہ کہ مکی زندگی میں اور یہ بھی تو جہاد ہے کہ پورا نظام یوں ہے کہ دعوت، جزیہ یا قتال اور اسکو نظام جہاد کہتے ہیں لیکن غلبے کے وقت ورنہ کیا کافر ایسے ہی حکومت کو چھوڑ دیں گے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں کہ اب تک آپ کے قدموں تلے کتنے ملک اسلام میں آئے۔

مثال نمبر 2

طائف کی تو اہل علم و عقل پر یہ بات مخفی نہیں کہ صحابہؓ نے مشورہ کیا تھا آپ ﷺ کے ساتھ کہ اب تو ارد گرد کے تمام علاقے فتح ہو چکے تو ان کو مجبوراً آتا پڑے گا تو لہذا ہم چھوڑ دیتے ہیں تو پھر یہی ہوا۔

ورنہ اگر دعوت کافی تھی تو جب آپ ﷺ نے طائف میں دعوت دی (بغیر جہاد کے) تو کیوں قبول نہیں کیا گیا اور اسکے علاوہ آدھی دنیا تو جہاد سے مشرف باسلام ہوئے آپ نے تحریر میں فرمایا جہاد کی فضیلت عام ہے اور

ماں باپ کی خدمت جہاد کی ایک قسم ہے یعنی ثواب کے اعتبار سے لیکن وہ اس ثواب کو نہیں پہنچتا جو مجاہدین فی سبیل اللہ کو ہے جس طرح کہ ایک حدیث میں آیا کہ عمرہ فی رمضان کج
تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اتنا ہی ثواب ملے گا۔ فی سبیل اللہ میں بعض نے لکھا ہے کہ یہ عام ہے لیکن قتال اور جہاد
فی سبیل (ج ۱۵ ا د ف ی س ب ی ال للہ)

صرف اور صرف جہاد باللسیف کیلئے قرآن وحدیث میں وارد ہوئے۔

عوام کے عدم علم سے فائدہ نہ اٹھائیے یہ ساری بحث تو جہاد اور دعوت اسلام پر ہے تبلیغی جماعت تو اصلاح کا کام کر
رہی ہے۔ لہذا یہ قیاس مع ال فارق ہے۔

امید ہے کہ آپ دل کھو کر اس کو پڑھیں گے اور رجوع بھی کریں۔

اور جواب تحریر فرمائیں۔ ورنہ.... فتنہ کا اندیشہ ہے۔

فقط والسلام

حضرت مولانا عبدالقدوس جمہورہ ہند.

جو باتیں تبلیغی جماعت کے حضرات کی طرف منسوب کر کے نقل کی گئی ہیں وہ اتنی بے بنیاد نہیں ہیں۔

اکابر تبلیغی جماعت مولانا سعید احمد خان صاحب کے خط پر مفتی تقی عثمانی صاحب (دامت برکاتہم) کا تبصرہ

لیکن اب جماعت کے ایک سرکردہ اور مقدر بزرگ جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں ان کا خط پڑھنے کا اتفاق ہوا جو انہوں نے ایک صاحب کے نام لکھا تھا جن کے نام وہ خط تھا انہوں نے وہ خط مجھے بھیج دیا۔ اس خط کے اندر تحریر کا سارا رخ اس طرح ہے کہ گویا اس وقت جہاد کی طرف توجہ کرنا یا جہاد کی بات کرنا جہاد کے بارے میں سوچنا یا جہاد کے بارے میں کوئی اقدام کرنا کسی بھی طرح درست نہیں، بلکہ جہاد تو اصل میں دعوت کے لئے ہے۔ اگر دعوت کی آزادی ہو تو اس صورت میں نہ صرف یہ کہ جہاد کی ضرورت نہیں بلکہ وہ مضر ہے۔ ساتھ میں یہ بھی لکھا کہ ابھی یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے لیکن رفتہ رفتہ علماء کی سمجھ میں بھی آجائے گی۔ اس خط میں معلوم ہوتا ہے کہ جو باتیں تبلیغی جماعت کے حضرات کی طرف منسوب کر کے نقل کی گئی ہیں وہ اتنی بے بنیاد نہیں ہیں بلکہ یہ فکر رفتہ رفتہ ہے۔ یہ بات ایسی نہیں ہے کہ اس پر خاموش رہا جائے، چنانچہ اس سلسلے میں پھر ہم نے جماعت کے ان حضرات سے زبانی گزارش بھی کی۔ جن سے ہمارے رابطے ہیں لیکن اور بڑوں تک یہ بات پہنچانے کا اہتمام کیا کہ یہ بات جو پیدا ہو رہی ہے یہ بڑی خطرناک ہے۔ خط میرے پاس موجود ہے اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔

(تقریر ترمذی، جلد دوم، صفحہ نمبر 210)